www.novelsclubb.com
شکایت
arts
از قلم عمائمہ شاہد
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

شکایت

از قلم

عمائمہ شاہد

www.novelsclubb.com

شکایت

"مصافحہ کر لیا تھا تو گلے بھی لگا لیتی، کیوں ایسے ہوا میں لٹکا رکھا ہے مجھے؟" میں نے چڑ کر اس کی خاموشی پہ سوال کیا۔ وہ کب سے سفید قمیض پہنے میرے سامنے بیٹھی چوتھا سیگرٹ پھونک رہی تھی۔

"گلے سات گھنٹے بعد لگاؤں گی" اس نے بغیر کسی تاثر کے جواب دیا۔ اسی لہجے میں جس میں وہ پچھلے تین دن سے مجھے جواب دے رہی تھی۔ ہاں، ہم پچھلے تین دن سے بغیر ہلے یہیں بیٹھے باتیں کر رہے تھے، مجھے نہ بھوک لگی تھی نہ پیاس، نہ ہی میرا گال سوکھا تھا۔ اور میں اس بات پہ پریشان کن طور پہ حیران تھا کہ ایسا کیوں نہیں ہوا۔

www.novelsclubb.com

"سب کو سات گھنٹے پہلے بتا دیتی ہو کہ گلے لگانا ہے؟" یہ طنز نہیں تھا۔ میں واقعی جاننا چاہتا تھا۔

اس نے سلگتا سگرٹ پانی میں پھینک کر نفی میں سر ہلایا اور کہا، "تم خاص ہو"۔

میں یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ اپنی پینتیس سالہ زندگی میں مجھے اپنے اندر کچھ

خاص نظر نہیں آیا تھا۔ نہ جانے اس نے کیا دیکھ لیا تھا جو مجھے خاص اور ممتاز بنا رہا تھا۔"

ہر خاص چیز ممتاز نہیں ہوتی شیس۔ نہ ہی ہر ممتاز چیز خاص ہو سکتی ہے" اسی سرد لہجے میں اس نے جواب دیا۔ مجھے حیرت ہونی چاہیے تھی کہ اسے میرا نام پتا ہے، مگر ان تین دنوں میں مجھے اتنی حیرت ہو چکی تھی کہ اب حیران ہونا میری حیرت زدگی کی توہین تھی۔ وہ میری سوچ پڑھ سکتی تھی، وہ میرا نام جانتی تھی، مجھ سے زیادہ میرا شجرِ نسب جانتی تھی۔ وہ ایسی ایسی باتیں جانتی تھی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہوں، اور وہ اس میں کئی بار کامیاب بھی ہو چکی تھی۔

میں نے اکتاہٹ سے ایک آہ بھری، میرے خیال بھی اس سے محفوظ نہیں تھے، تو میں مکمل طور پہ اپاہج تھا اس کے سامنے۔ میں اس سے بھاگ نہیں سکتا تھا، اس بات کی وہ مجھے کئی لفظی اور عملی دلیلیں دے چکی تھی۔ بالآخر میں نے بھی گھٹنے ٹیک دیے تھے۔ میں بس اب اس کی آغوش میں جانے کا منتظر تھا۔ سات گھنٹے تھے کہ گزرنے کا نام نہیں لیتے تھے۔

"تم سب سے سفید کپڑوں میں ملنے آتی ہو؟" میں پوچھے بغیر رہ نہ سکا۔ اسے وہ رنگ بچ رہا تھا یا نہیں یہ فیصلہ میں نہیں کر پایا، مگر ہاں اس کی چہرے اور جسم کی بناوٹ میں ایک خوبصورت تناسب تھا، اس کی آنکھوں میں ہیبت تھی یا محبت، یہ محظ دیکھنے والے پہ منحصر تھا۔

"نہیں، سب کے کرداروں کے مطابق رنگ بدل کر ان سے ملتی ہوں" وہی لب و لہجہ۔

"میرے کردار میں تو کوئی سفیدی نہیں ہے" میں نے شرارتاً کہا، جبکہ یہ حقیقت تھی۔ میں کوئی بہت نیک انسان نہیں تھا۔

"کردار میں جو رنگ نہیں ہوتا میں وہیں پہن کر ملنے آتی ہوں" اسے احساس نہیں تھا یہ تبصرہ میرے گال پر طمانچے کی لگا ہے۔ مگر پھر، اسے کسی بھی چیز کا احساس کہاں تھا۔

"تم سب کو ایسے قسطوں میں لینے آتی ہو؟" میرا سوال سنتے ہی اس نے ایک اور سیگرٹ سلگایا، مزے کی بات یہ تھی کہ سیگرٹ اس کی انگلیوں میں آتے ہی جلنے

لگتا تھا، بغیر کسی ماچس کے۔

اس نے سر نفی میں ہلایا، "نہیں تم خاص ہو"

" بتا بھی دو کیسے" میں نے چڑ کر سوال کیا۔ وہ کب سے اس طرح کی باتیں کری جارہی تھی اور مجھے الجھن میں ڈالی جارہی تھی۔ اسے میرے بارے میں ایسے معلومات تھی جیسے میرے کندھے کا فرشتہ ہو۔

"وہ میں نہیں بتا سکتی، تم کچھ اور پوچھ سکتے ہو" اس نے بڑی سہولت سے بات بدلی۔

"کیا پوچھوں؟ تم ہر چیز کے عجیب ڈراؤنے جواب دیتی ہو" میں نے کہہ کر کر اس سے چہرا موڑ لیا۔ وہ ابھی بھی میرے سامنے ایک چٹان نما بڑے سے پتھر پہ بیٹھی ہوئی تھی، اسے میری خفگی سے فرق نہیں پڑا تھا۔ میں بھی اس کے سامنے ایسے ہی ایک پتھر پہ بیٹھا تھا، ہمارے آس پاس ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا جس کا کوئی کنارہ یا ساحل حدِ نگاہ میں نہیں تھا۔ شروع میں مجھے اس جگہ پہ بہت حیرت ہوئی تھی، میں ایک دن میں کہاں سے کہاں آگیا تھا، اگر میں کسی کو یہ سب بتاتا تو

مجھے پاگل خانے چھوڑ آتا۔

"تم ایسے سوال مت کرو جس کا جواب ڈراؤنا ہونے کا امکان ہو" دھوئیں کا ایک بادل ہوا میں اڑا کر اس نے کہا۔ مجھے اس سے، اس کی باتوں سے، اس کے انداز سے، ہر چیز سے کوفت ہونی چاہیے تھی، مگر نہیں ہو رہی تھی۔ اس کی وجہ میں خود بھی نہیں جانتا تھا۔

"مجھے لگتا تھا موت کا چہرا بہت بھیانک ہوتا ہے۔ تم تو خاصی قابِل قبول ہو"

ایک معنی خیز مسکراہٹ اس پہ اچھال کر میں نے کہا، اس کا نام جاننے کا ڈیڑھ دن بعد آج میں نے دوبارہ اسے اس نام سے پکارا تھا۔

"موت بہت subjective ہے شیس۔ تمہارے لیے قابِل قبول ہوں، کسی سے بھیانک روپ میں ملنے جاتی ہوں، کسی سے حور بن کر ملنے جاتی ہوں، جو میرے حصے سے میری غیر موجودی میں جیسا برتاؤ کرتا ہے، اس کے جانے کے بعد اس شخص سے میں بھی ویسا ہی برتاؤ کرتی ہوں"

" تمہارا حصہ؟ کون؟" میں نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کا چہرا پڑھنے کی

کوشش کی، ان میں پہلی بار احساس چھلکا تھا۔

"زندگی" اس کی آنکھیں پھر بے تاثر ہو گئیں۔

"زندگی؟ مجھے لگا وہ تمہارا متضاد ہے

"اکثر لوگوں کو یہی لگتا ہے۔ زندگی موت کا تضاد نہیں ہوتی، اس کا حصہ ہوتی ہے، بہت گہرا اور مضبوط حصہ"

" مجھے زندگی تو کبھی ایسے نہیں ملی، سفید کرتے میں سیگرٹ پیتے ہوئے"

" زندگی بہت بڑی ہوتی ہے، اسے ایک صورت اور ایک رنگ کے لباس میں ڈھالنا مشکل ہوتا ہے" اس نے سیگرٹ کا ایک اور کش بھر کر کہا۔

"مجھے تو تم زیادہ بڑی لگ رہی ہو"

" کیونکہ تم تین دن سے بیٹھے مجھ سے بات کر رہے ہو، میں بہت کم لوگوں کو ایسی مہلتیں دیتی ہوں"

" تمہیں جاننے کی مہلت؟" اس کا چہرا بتا سکتا تھا مجھ سے بات کرنا اس کی مجبوری تھا شوق نہیں۔"

www.novelsclubb.com

نہیں، مرنے سے پہلے اپنی زندگی کا جائزہ لینے کی مہلت" اس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"مجھے اپنی زندگی کا جائزہ لینے کا کوئی شوق نہیں ہے، میں نے ہی گزاری تھی میں جانتا ہوں تم بھی سب ہی جانتی ہو" میں نے بیزاری سے جواب دیا۔اس نے اس جواب کی توقع سب۔اور یقیناً شاید نہیں کی تھی۔"

تو تم کس بارے میں بات کرنا چاہتے ہو؟"

" پتا نہیں، مجھے تجسّس ہوتا تھا ایک زمانے میں موت کو لے کر، پھر کچھ واقعات پیش آئے اور میرا تجسّس خاک ہو گیا۔اب تم سے مل کر مجھے عجیب لگ رہا ہے، میں سوچتا تھا زندگی اور موت دو قوتیں ہیں جو ایک دوسرے سے نفرت کرتی ہیں، زندگی جہاں روشنی ہے، موت تاریکی اور تکلیف ہے، تم نے میرے سارے خیال الٹ پلٹ کر دیے"

" تمہارا تجسّس بجا ہے۔ مگر میں کسی ایسی چیز سے کیوں خار رکھوں جس کی وجہ سے میں وجود رکھتی ہوں۔زندگی ہے تو موت ہے۔ موت ہے تو زندگی ہے"

اس کا بات کرنے کا انداز مجھے کھل رہا تھا۔

"کیا زندگی بھی ایسے ہی تمہارا ذکر کرتی ہے؟"

" میں نے کبھی اس کے سامنے ایسی باتیں نہیں کیں، میری غیر موجودگی میں وہ بھی کسی سے کہتی ہی ہو گی کہ میں اس کے لیے اہم ہوں۔۔۔۔شاید" اس نے آخری لفظ شانے اچکا کر کہا۔اس کا وہ سیگرٹ بھی ختم ہو گیا تھا۔مجھے اس کی باتیں گہری سوچوں میں مبتال کر رہی تھیں۔موت ایک نو عمر لڑکی کی صورت میں خوبصورت کھلے بال شانوں پہ پھیالئے سیگرٹ پیتی ہوئی مجھ سے ملنے اور میری زندگی لینے آئے گی یہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔یہ سلسلہ تین دن قبل شروع ہوا تھا جب میں نے ہوش پاتے ہی ادھر ادھر زور زور سے ہاتھ پیر مارنے شروع کر دیے تھے، کیونکہ میرے بے ہوش ہونے سے پہلے مجھے زنجیروں سے جکڑ کر رکھا گیا تھا اور میری رگوں سے آتش فشاں جیسا مادہ دوڑ رہا تھا۔

"زیادہ ہلو مت، سمندر میں گر جاؤ گے" تب میں نے پہلی مرتبہ اس کی آواز سنی

تھی۔اس وقت وہ مجھے کسی مسیحا سے کم نہیں لگی تھی۔تب پہلی مرتبہ تھی کہ میں نے اپنے گردونواح کا جائزہ لیا تھا،اور اپنے سے کچھ دور چٹان پہ بیٹھی اس خوبصورت لڑکی کو آنکھ بھر کر دیکھا تھا۔

"میں کہاں ہوں؟" میری زبان سے پہلے الفاظ یہی نکل پائے۔

"خلا میں" اس نے بڑی رسانیت سے کہہ دیا۔جیسے مدتوں سے یہی رہتی ہو۔

"خلا میں کشش ثقل ہوتی ہے؟" مجھے اپنا آپ یہ تکنیکی سوال کرتے ہوئے بہت بے وقوف لگا۔

"نہیں، یہ زندگی اور موت کے بیچ کی خلا ہے۔میں موت ہوں، جس نے تمہیں زنجیروں میں باندھ کر یہاں مجھ تک پہنچایا ہے وہ زندگی تھی" اس کی عجیب وضاحت پہ میں نے قہقہہ لگایا،ابھی دس منٹ پہلے تو میں آفس سے گھر جارہا تھا،اچانک زندگی موت کہاں سے آگئی۔"

موت عورت ہوتی ہے یہ مجھے پتا ہوتا تو میں خود ہی زندہ رہنے کا ارادہ ترک کر دیتا" میں نے اسے اوپر سے نیچے دیکھ کر کہا۔

"تم ہسپتال کے ایک بستر پہ پڑے زندگی موت کی جنگ لڑ رہے ہو، تمہاری روح سات تین دن اور سات گھنٹوں میں جسم کی قید سے آزاد ہو جائے گی۔

"تم یقینا کوئی ماہر نفسیات ہو جس نے مجھے پینو ٹائیز کر رکھا ہے" مجھے اس جواب پر اور بھی حیرت ہوئی، میں یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ میں ایسے مرنے والا ہوں۔

"اور تم یہ میرا ہاتھ کیوں پکڑ کر بیٹھی ہو؟" اس کا ہاتھ دیکھ کر مجھے عجیب لگا۔

"تم میری گرفت میں ہو، تین دن سات گھنٹے بعد میں تمہیں گلے لگاؤں گی اور تم مر جاؤ گے"

" پاگل واگل تو نہیں ہو تم؟ ایسے کب سے موت آنے لگی؟" میری بوکھلاہٹ آسمان چھو رہی تھی۔ میرے یہ کہنے کی دیر تھی کہ اس نے میرے نام سے لے کر میری سات پشتیں، اور میری زندگی کے ہر اہم غیر اہم کارنامے کا ذکر ایسے کیا جیسے میں کب سے پیدا ہوا ہوں، وہ میری زندگی کا حصہ تھی۔ یہ بھی مجھے اسی کے ذریعے معلوم ہوا تھا کہ میں آفس سے آتے سڑک پہ ٹرک سے ٹکرا کر ایک

فٹ پاتھ پہ گر گیا تھا اور مجھے ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں فوری طور پہ پہنچایا گیا تھا۔ شاید میرے بدن میں درد کی اٹھتی ٹیسوں کی وجہ یہی تھی۔ میں اپنی آخری سانسیں گن رہا تھا اور میری روح یہاں بیٹھی موت سے خوش گپیاں مارنے میں مشغول تھی۔ میں بتا نہیں سکا مجھے زیادہ غصہ میری روح پہ تھا، یا میرے جسم پہ۔ اس نے مجھے موت ہونے کی اتنی دلیلیں دے دی تھیں کہ مجھے شک ہونے لگا تھا، میں کبھی زندہ بھی تھا؟

"کیا سوچنے بیٹھ گئے شمیس احمد؟" اس کی آواز پہ میں واپس اس کی طرف متوجہ ہوا، میرا ہاتھ اب تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

"کچھ نہیں" میں نے ٹھنڈی آہ بھری، "میں نے کبھی اپنی زندگی کے ساتھ اتنا اچھا برتاؤ نہیں کیا جتنا مجھ سے تم کر رہی ہو"

" زندگی نے شکایت نہیں کی"

" حیرت ہے، کاش میں کبھی زندگی سے بھی ایسے بات کر پاتا "میں نے قدرے تاسف سے کہا۔

"وہ بول نہیں سکتی" اس نے جھٹ سے جواب دیا۔

"تو زندگی شکایت کیسے کرتی ہے؟ "

"مجھے اس کی تکلیف دیکھنے کے لیے الفاظ سننے کی ضرورت نہیں رہتی" اس کے پتلے پتلے ہونٹوں پہ مسکراہٹ کی ایک جھلک رونما ہوئی۔ یہ وہی پل تھا جب مجھے سمجھ آیا موت زندگی کا حصہ کیوں ہے۔"

ایک بات پوچھوں؟" اس کی مسکراہٹ تھمتے ہی میں نے سوال کیا۔

"کیا؟" وہ چونکی۔"

میرے بعد تم کہاں جاؤ گی؟"

" اس دنیا میں صرف تم ہی نہیں مر رہے" اس نے جیسے یاد دہانی کروائی، کہ میں مرنے والا ہوں، اور جیسے خود کو بھی، کہ اسے پھر کسی اور کی جان لینے جانا ہے۔

"میرا مطلب وہ نہیں تھا، مطلب اس سب کے بعد، جب تم سب کچھ کر کے فارغ ہو چکو، تب؟ "اس نے ٹھنڈی آہ بھری، اس سے شاید ایسا سوال کبھی کسی نے نہیں کیا تھا۔

"پتا نہیں، کبھی سوچا نہیں"

" آخری بار زندگی سے کب ملی تھی؟" میں نے شرارتاً سوال کیا۔اس کا چہرا زندگی کے ذکر پہ سرخ ہونے لگتا تھا، تاثرات میں یہ بدلاؤ مجھے اپنے آخری لمحات میں بہت مسرت پہنچا رہا تھا۔

"جب تم چیختے چلاتے یہاں لائے گئے" اس نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کی۔اسے خوش دیکھ کر مجھے عجیب سی خوشی ہو رہی تھی۔جب موت نے مجھے خاص کہا تو مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی تھی، مگر اب جب میں اس کا جذبات کی ترجمانی کرنے میں کامیاب ہو رہا تھا، تو مجھے احساس ہونے لگا تھا کہ میں دنیا میں کچھ خاص نہیں تھا، یہاں موت کے لیے اہم تھا۔میں اہم تھا، موت کے لیے۔ عجیب بات تھی۔

"میرے مرنے میں کتنا وقت ہے؟" مجھے یوں بے ربط سوال کرنا بہت اچھا لگتا تھا، اسے بھی بے ربط جواب دینے پسند آ رہے تھے۔

"زیادہ نہیں ہے، گھنٹہ ہو گا" اس نے میری طرف دیکھ کر جواب دیا۔

"ہوں" میں سر کی جنبش سے جواب دے کر خاموش ہو گیا۔

"تم مجھ سے ڈرے کیوں نہیں؟" اس کا سوال غیر متوقع تھا، اور حیران کن بھی۔

"مجھے لگا تم میرے بارے میں سب جانتی ہو" میں نے مسکرا کر اسے دیکھا، اس بے تاثر چہرے پہ جذبات سجے ہوئے بہت اچھے لگ رہے تھے۔

"سب تو تم بھی نہیں جانتے اپنے بارے میں " میں یہ سن کر ہنس دیا، اب اس کا میں کیا ہی جواب دے سکتا تھا۔

"میں کبھی زندگی سے ملا تو اسے کہوں گا، تمہیں تھوڑا زیادہ وقت دیا کرے" میں نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔ اس کا چہرا مزید سرخ پڑنے لگا تھا۔

"ادھر آؤ" میں نے اس کا ہاتھ اپنی طرف کھینچ کر اسے اپنے قریب کیا، اس نے بغیر کسی مذمت کے میرے کندھے پہ سر ٹکا لیا۔ مجھے نہیں پتا تھا زندگی نے موت سے میری شکایت کیوں نہیں کی تھی، نہ ہی میں یہ جانتا تھا کہ موت جیسی شے میری باتوں کا اثر لے گی۔ میری زندگی اتنی اچانک ایسی چیزوں کے کرد گھومنے لگی تھی جن کے بارے میں میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ دو دن پہلے تک

تو میں ایک نائن ٹو فائیو نوکری کرنے والا عام سا آدمی تھا، آج میں بیٹھا موت کو اس بات کا احساس دلا رہا تھا کہ اسے محبت ہو گئی ہے۔ زندگی کتنی عجیب شے تھی، نہیں میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا، ورنہ دو طمانچے مجھے موت ہی لگا دیتی، جس کا ہاتھ تھامنے سے میں کوما میں چلا گیا، اس کے تھپڑوں سے نہ جانے کیا ہوتا۔ موت کے قہقہے نے میری توجہ اس کے طرف کھینچی، میں تو بھول ہی گیا تھا کہ وہ میری سوچیں پڑھ سکتی ہے۔ میں نے پہلی بار اسے ہنستے ہوئے سنا تھا، اگر میں یہ دعوی کرتا کہ میں نے اس سے خوبصورت ہنسی کسی کی نہیں دیکھی، تو شاید میں غلط نہ ہوتا۔

"تم میری سوچ تو پڑھ چکی ہو گی، مگر میں یہ لفظوں میں کہنا چاہتا ہوں۔ تمہاری ہنسی بہت خوبصورت ہے"

" تمہارا وقت پورا ہو گیا ہے" اس نے ہلکے سے میرے کان میں کہہ کر اپنے بازو میرے گرد ہمائل کر لیے۔ میں نے گہری سانس لے کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میری تمام عمر کی ایک فلم میرے آگے چلنے لگی، مجھے اس میں اچھائیاں

برائیاں کچھ نظر نہیں آیا۔یوں جیسے میری ساری عمر کا دارومدار بس موت اور زندگی کی محبت پہ ہی رہا ہو۔مجھ پہ یہ انکشاف بھاری ثابت ہوا تھا یا نہیں، میں بس اپنے ساتھ ایک سوال لیے آگے جا رہا تھا، زندگی نے میری شکایت موت سے کیوں نہیں کی؟

☆ختم شد☆

www.novelsclubb.com